ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

عقود اذعان کی حقیقت وماہیت اور اس کے عملی دائرہ کار کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

A Research and Critical Review of Adhesion Contract and its Enforceability

Dr. Muhammad Waris*
PhD Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I. Khan. Email: bhorvi313@gmail.com

Dr. Qamar Aziz
PhD Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I. Khan. Email: qamaraziz.mi@gmail.com

Dr. Fazl Ilahi Khan
Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I. Khan. Email: fazalkhansadozai@gmail.com

Abstract
Islam is the perfect religion in which the problems of every need have been explained and the jurists of Islam have defined such rules that new current issues can be solved. Among the modern issues of the present era is the Adhesion contract. This is a type of contract in which one sided conditions are implimented. An adhesion contract is an agreement that usually has non-negotiable terms and conditions. Adhesion contracts are "take it or leave it" agreements where you must accept the contract or walk away. In these contracts, one of the contracting parties is strong and the other is weak, due to which the weaker party is obliged to accept all its terms, but he is allowed to leave the contract completely if he wants to, no one is forcing him to do so, but we need all the people in it. Due to which it is called as necessary. In these contracts, the contract is sometimes specified, for example, water is provided in water supply and money is taken for this service, and sometimes there is a benefit to the contract, such as travel expenses in air travel to forien contarries. And the scope of these contracts is wide, including electricity, water, communication, traveling companies´ contracts.

Keywords: Adhesion Contract, Idh‘ān, Ihtikar, Taamin, Insurance, Leases, Monopoly

تمہید وتعارف

اسلام کامل دین ہے جس میں ہر دور کی ضرورت کے مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں اور فقہائے اسلام نے ایسے ضابطے بیان کیے ہیں کہ ان کی بدولت نئے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر کے جدید مسائل میں سے عقود اذعان کے مسائل ہیں۔ یہ عقود کی ایسی قسم ہے جس میں یکطرفہ شرائط کا لحاظ رکھا جاتا ہے، ان عقود میں متعاقدین میں سے ایک طاقتور ہوتا ہے اور دوسرا کمزور جس کی وجہ سے کمزور فریق کو مجبورا اس کی تمام شرائط کو قبول کرنا لازم ہوتا ہے البتہ اسے مکمل طور پر عقد ترک کرنے کی اجازت ہے کہ

* Email of corresponding author: bhorvi313@gmail.com

چاہے تو یہ عقد نہ کرے اسے اس کوئی مجبور نہیں کرتا تاہم اس میں تمام لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے ضرورۃ اسے جائز کہا گیا ہے۔ ان عقود میں معقود علیہ کبھی تو عین چیز ہوتی ہے مثلاً واٹر سپلائی میں پانی مہیا کیا جاتا ہے اور اس سروس کے پیسے لیے جاتے ہیں اور کبھی معقود علیہ منفعت ہوتی ہے جیسا کہ فضائی سفر کرنے میں سفری اخراجات کا بل اور ان عقود کا دائرہ کار وسیع ہے جن میں بجلی، پانی، کمیونیکیشن، ٹریولنگ کمپنیوں کے عقود شامل ہیں۔

عقد اذعان ایک ایسا عقد ہے جس میں یکطرفہ اختیارات استعمال ہوتے ہیں؛ اس میں جو بائع ہوتا ہے وہ اپنی شرائط ذکر کر دیتا ہے جس کو قبول کرنا مشتری پر لازم ہوتا ہے۔ اس کی واضح مثال واپڈا کی طرف سے دی جانے والی بجلی ہے جس میں واپڈا جو شرائط مقرر کر دیتا ہے انہیں قبول کرنا صارفین پر لازم ہوتی ہیں؛ البتہ صارفین کو صرف اتنا اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہیں تو ان کی اس سروس کو قبول نہ کریں اور بجلی کا کنکشن استعمال ہی نہ کریں یا پھر خاموشی کے ساتھ ان کی شرائط کو مان کر ان کی سروسز لی جائیں۔ عقد اذعان چونکہ جدید عقود میں سے ہے جس کی کیفیت بھی مختلف انواع میں پائی جاتی ہے، لہذا اس کا حکم جاننا بہت ضروری ہے۔ نیز یہ عقود پوری دنیا میں ہو رہے ہیں لہذا ان امور کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ مقالہ ھذا کے اہداف میں ہے کہ عقد اذعان کی حقیقت و کیفیت کو جانا جائے۔ عقد اذعان اور اس کے مشابہ عقود میں فرق کو جانا جائے۔ عقود اذعان کے دائرہ کار میں آنے والے عقود کا حکم بیان کیا جائے۔ عقد اذعان کا دائرہ کار وسیع ہے، اس کے تحت کئی عقود داخل ہیں؛ جن میں انٹرنیٹ سروس، ٹیلی کمیونیکیشن کی جملہ کمپنیوں کے تمام پیکجز، واٹر سپلائی، فضائی سفر کرتے وقت جہاز کے ٹکٹ اور ویزے کی خریداری، بڑی بسز میں سفر کرتے وقت ان کی سروسز کے عوض مہنگے چارجز ادا کرنا، انشورنس کی کمپنیاں وغیرہ ان عقود میں شامل ہیں۔

عقد اذعان کی تعریف

عقد اذعان دو الفاظ کا مجموعہ ہے، لفظ عقد اور لفظ اذعان۔ یہ دونوں امور تحقیق طلب ہیں، تو ان کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

کلمہ عقد کی وضاحت

عقد کا کلمہ حل کی نقیض ہے یعنی عقد کا معنی باندھنا ہے اور حل کا معنی رہا کرنا ہے۔ تمام عقود کے لیے لفظ عقد اس لیے بولا جاتا ہے ان میں متعاقدین کسی امر پر باندھ دیئے جاتے ہیں۔ عقود کا لفظ قرآن کریم میں یوں استعمال ہوا ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ---الخ" [1]

اے ایمان والو عقود کو پورا کرو، تمہارے لیے چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن عاشورؒ لکھتے ہیں:

"وَالْعُقُودُ جَمْعُ عَقْدٍ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَهُوَ الِالْتِزَامُ الْوَاقِعُ بَيْنَ جَانِبَيْنِ فِي فِعْلٍ مَا وَحَقِيقَتُهُ أَنَّ الْعَقْدَ هُوَ ربط الْحَبل بالعروة وَنَحْوِهَا، وَشَدُّ الْحَبَلِ فِي نَفْسِهِ أَيْضًا عَقْدٌ. ثُمَّ اسْتُعْمِلَ مَجَازًا فِي الِالْتِزَامِ، فَغَلَبَ اسْتِعْمَالُهُ حَتَّى صَارَ حَقِيقَةً عُرْفِيَّةً"[2]

عقود عقد کی جمع ہے اور یہ بفتحِ عین ہے اور اس سے مراد جانبین کے مابین واقع ہونے والا التزام ہے اور عقد کی اصل رسی کو مضبوطی سے باندھنا ہے اور رسی کا باندھنا بھی ایک عقد ہے پھر مجازاً اس کا استعمال التزام کے معنی میں ہونے لگا یہاں تک اس کا استعمال حقیقت عرفی کی کیفیت اختیار کر گیا۔

عقود کے متعلق علامہ ابو عبیدۃ لکھتے ہیں:

"واحدها عقد، ومجازها: العهود والأيمان التي عقدتم"[3]

عقود کا واحد عقد ہے اور اس سے مجازاً عہد اور قسم مراد ہے جسے تم منعقد کرتے ہو۔

کلمہ اذعان کی وضاحت

اس کا دوسرا جزو اذعان ہے، یہ اذعن سے مشتق ہے؛ جس کا معنی ہے اقرار کرنا، اطاعت میں جلدی کرنا، خشوع و خضوع کرنا، علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

"الإِذعان فِي اللُّغَةِ الإِسراع مَعَ الطَّاعَةِ --- وَقِيلَ: مُذْعِنِينَ مُنْقَادِينَ. وأَذْعَنَ لِي بِحَقِّي: أَقرّ، وَكَذَلِكَ أَمْعَنَ بِهِ أَي أَقرّ طَائِعًا غَيْرَ مُسْتَكْرَهٍ. والإِذعان: الِانْقِيَادُ. وأَذعَنَ الرجلُ: انْقَادَ"[4]

اذعان لغت میں طاعت میں جلدی کرنا ہے۔۔۔کہا گیا ہے کہ مذعنین کا معنی منقادین ہے یعنی فرمانبردار بن کر چلتے ہوئے، اذعن لی بحقی کا معنی ہے فلاں نے میرے حق کا اقرار کر لیا اور اسی طرح اذعن کا معنی امعن ہے یعنی خوشی خوشی بات مان لینا جس میں ناپسندیدگی نہ ہو، اور اذعان کا معنی انقیاد ہے اور اذعن الرجل کا معنی ہے فلاں مطیع ہو گیا۔

علامہ ابن منظور کے اس اقتباس میں کئی معانی بیان ہوئے ہیں:

1. فرمانبردار ہونا
2. اقرار کرنا
3. خوشی خوشی بات مان لینا جس میں ناپسندیدگی کے آثار نہ ہوں
4. اطاعت شعاری کرنا

اذعان کا لفظ قرآن کریم میں یوں بیان ہوا:

"وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ"[5]

اور اگر فیصلہ ان کے حق میں ہو جاتا تو وہ بخوشی قبول کر لیتے۔

اس آیت کریمہ میں مذعنین کا لفظ خوشی خوشی بات کو مان لینے کا معنی پایا جا رہا ہے، اگرچہ بعض مفسرین نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ جب کفار و مشرکین کو یہ یقین ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت سے فیصلہ تو حق ہی ہوتا ہے اور حق پر ہونے والا فریق خواہش کرتا کہ نبی کریم ﷺ اس امر کا فیصلہ کریں تو وہ جلدی جلدی اس کی طرف آتے۔ یعنی اس میں مذعنین بمعنی مسرعین ہے۔

عقد اذعان کی اصطلاحی تعریف

فقہاء اسلام نے عقد اذعان کی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے؛ تاہم اس کی جامع تعریف یہ ہے:

"عقدعلي سلعة او منفعة ضرورية او حاجية يخضع فيها احد الطرفين لشروط الطرف الاخر دون اية مساومة لاحتكاره للسلعة او لكون المنافسة فيها محدودة النطاق"[6]

عقد اذعان ایسا عقد ہے جو جو سامان پر یا منفعت ضروریہ پر یا منفعت حاجیہ پر وارد ہوتا ہے جس میں ایک فریق دوسرے فریق کی شرائط کے سامنے عاجز ہوتا ہے بغیر کسی سودا بازی کے؛ اس لیے کہ وہ اپنے سامان میں ذخیرہ اندوزی کیے ہوئے ہوتا ہے یا اس لیے کہ اس عقد میں مقابلہ بازی کم ہوتی ہے۔

عقد اذعان ایسا عقد ہے کہ اس میں فریق ثانی جسے مشتری کہا جائے وہ فریق اول یعنی بائع کے سامنے عاجز ہوتا ہے اور وہ مجبوراً اس کی شرائط کو قبول کرتا ہے کہ اس کی مثل کوئی اور شخص یا ادارہ سروسز مہیا نہیں کر رہا ہوتا اور اس کی ان خدمات یا عقد کے مقابلے میں کمپٹیشن کم ہوتا اور وہ ادارہ یا کمپنی اپنی من مانی سے استحصال کر رہا ہوتا ہے۔ پھر اس تعریف میں یہ بھی واضح ہوا کہ یہ عقود ضروری نہیں کہ کسی عین چیز پر وارد ہوں بلکہ کسی چیز کی منفعت پر بھی وارد ہوتے رہتے ہیں۔ گویا اس تعریف کی رو سے عقد اذعان دو طرح کا ہو گیا؛ عقد اذعان بصورت بیع، عقد اذعان بصورت اجارہ۔ صورت اولیٰ میں کسٹمر ایک کمپنی کی کسی معین چیز کو خرچ کر رہا ہوتا ہے مثلاً واٹر سپلائی یا واپڈا کی بجلی کہ یہ عقد ایک معین چیز پر ہے، اس عین چیز کی منفعت پر نہیں ہے۔ جبکہ صورت ثانیہ میں عقد کسی چیز کی منفعت پر ہوتا ہے جسے اجارہ سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہوئے ان کی خدمات کا معاوضہ دینا تو اس صورت میں کسٹمر کمپنی سے ان کی سروسز پر عقد کرتا ہے۔

عقود اذعان اور دیگر عقود مالیہ کے مابین فرق

عقود مالیہ اور عقود اذعان میں فرق یہ ہے کہ عقود اذعان میں دو فریقوں میں سے ایک کمزور ہوتا ہے اور ایک قوی جبکہ عام عقود میں یہ اعتبار نہیں ہوتا اور اس عقد میں فریق ثانی مجبور ہوتا ہے کہ ان کی شرائط کو قبول کرے یا پھر سرے سے ان کی سروسز کو استعمال نہ کرے۔[7]

اس عقد کا دائرہ کار حاجات اصلیہ پر منحصر ہے کہ عامۃ الناس کی یہ ضرورت ہوتی ہے مثلاً بجلی کا استعمال، پانی کی طلب، سفر کرنا اور بینک استعمال کرنا۔ اس عقد میں فریق اول کو بائع کہا جائے گا موجر جبکہ فریق ثانی اس عقد کی رو سے مذعِن کہلاتا ہے کیونکہ یہ ایک خاص فقہی اصطلاح ہے جس کی رو سے مشتری کو یہ نام دیا جائے گا جس طرح مختلف عقود میں بائع اور مشتری کے مختلف نام ہوتے ہیں، مثلاً بیع سلم میں مسلم اور مسلم الیہ، عقد اجارہ میں موجر او رمستاجر، عقد حوالہ میں محیل اور محال، محتال علیہ، عقد مضاربت میں مضارب اور رب المال، عقد مزارعت میں مزارع اور صاحب الارض وغیرہ۔[8]

اس عقد میں سروسز مہیا کرنے والے ادارے کم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو مجبوراً ان کی طرف رخ کرنا ہوتا ہے۔[9]

اس عقد میں فریق اول خود شرائط مقرر کرتا ہے، فریق ثانی کو کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا، ہاں البتہ اس عقد کو قبول نہ کرنے کا اختیار اس کے پاس ہوتا ہے۔ یہ عقد جمہوری ہے یعنی یہ کسی خاص طبقہ کے لوگوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ عامۃ الناس کی ضرورت ہوتی ہے۔

عقود اذعان کی حقیقت وماہیت ور دیگر عقود سے مشابہت

عقود اذعان کی کیفیت کو فقہاء نے مختلف عقود پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض نے کہا یہ عقد مضطر ہے کہ اس میں فریق ثانی کو مجبور کیا جاتا ہے، بعض نے کہا یہ احتکار ہے اور بعض نے کہا یہ عقد جدید ہے اور اسے عقد اقرار یا عقد اضرار کہا جانا چاہیے۔[10]

عقد اضطرار

بعض فقہاء نے کہا عقد اذعان عقد مضطر کی مانند ہے۔ اور عقد مضطر کی تعریف و حکم میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

"بَيْعُ الْمُضْطَرِّ وَشِرَاؤُهُ فَاسِدٌ هُوَ أَنْ يُضْطَرَّ الرَّجُلُ إِلَى طَعَامٍ أَوْ شَرَابٍ أَوْ لِبَاسٍ أَوْ غَيْرِهَا وَلَا يَبِيعُهَا الْبَائِعُ إِلَّا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا بِكَثِيرٍ، وَكَذَلِكَ فِي الشِّرَاءِ مِنْهُ"[11]

مجبور شخص کی بیع و شراء فاسد ہے؛ اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اشیاء خورد و نوش یا لباس وغیرہ کا محتاج ہو اور بائع اسے اس کی اصلی قیمت سے مہنگے داموں بیچتا ہے اور اسی طرح شراء کا مسئلہ ہے۔ یعنی بیچنے والا مجبور ہے اور خریدار اس سے اس کی اصلی قیمت سے کم قیمت دیتا ہے۔

اور اس عقد کے فاسد ہونے کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے جسے امام ابو داودؒ نے نقل کیا:

"وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ، وَبَيْعِ الْغَرَرِ، وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ"[12]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور شخص سے بیع کرنے، بیع غرر اور پھل پکنے سے قبل بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

عقد مضطر کے متعلق احناف نے کہا کہ یہ بیع فاسد ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک[13]، امام شافعی[14] اور امام احمد بن حنبل[15] رحمہم اللہ) کے نزدیک یہ بیع کراہت کے ساتھ صحیح ہے۔

تاہم ان میں سے راجح قول ائمہ ثلاثہ کا ہے؛ کیونکہ اس عقد میں ایجاب و قبول اور دیگر تمام شروط پائی جا رہی ہیں اور احناف نے جس حدیث سے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہے؛ لہٰذا اس حدیث سے کراہت ثابت کی جا سکتی ہے کہ کسی شخص کی مجبوری سے بے جا فائدہ اٹھانا قرین انصاف نہیں ہے لیکن اسے کلی طور پر فاسد قرار دینے کے لیے صحیح حدیث کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن القطان حمیریؒ نے کہا:

"هَذَا نَص حَدِيث عَليّ، وَصَالح بن عَامر رَاوِيه، لَا يعرف من هُوَ، عَن شيخ من بني تَمِيم، وَهُوَ أبعد عَن أَن يعرف"[16]

یہ حضرت علی کی نص ہے اور صالح بن عامر اس کو روایت کرنے والا ہے جس کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ کون ہے، اسے بنی تمیم کے ایک شیخ سے لی ہے جس کا تعارف معلوم نہیں ہے۔

اس عقد مضطر کو عقد اذعان پر محمول کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عقد اذعان میں اس کی مثل کسی اور جگہ سے سودا نہیں ملتا جبکہ یہاں اس مجبور شخص کو کسی اور پر سودا بیچنے یا کسی اور سے سودا لینے کی گنجائش ہے۔ نیز عقد اذعان کا تعلق حاجات وضروریات عامہ سے ہے جبکہ یہاں ایک شخص مجبور ہے، عامۃ الناس اس میں مبتلا نہیں ہیں جبکہ عقد اذعان میں ابتلائے عام کی کیفیت ہوتی ہے۔[17]

عقد احتکار

بعض فقہاء نے عقود اذعان کو احتکار پر محمول کیا ہے۔ علامہ شامی نے احتکار کی تعریف یوں بیان کی:

"الِاحْتِكَارُ لُغَةً: احْتِبَاسُ الشَّيْءِ انْتِظَارًا لِغَلَائِهِ وَالِاسْمُ الْحُكْرَةُ بِالضَّمِّ وَالسُّكُونِ كَمَا فِي الْقَامُوسِ، وَشَرْعًا: اشْتِرَاءُ طَعَامٍ وَنَحْوِهِ وَحَبْسُهُ إِلَى الْغَلَاءِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنْ اللَّهِ وَبَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ"[18]

احتکار لغت میں کسی چیز کو اس غرض سے روک لینا کہ اس کی قیمت بڑھے گی، اور اسے حکرہ بھی کہتے ہیں حاء کے پیش اور کاف کے سکون کے ساتھ۔ اصطلاح شرع میں احتکار کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کھانے کی چیز کو خریدنا اور پھر اسے اپنے پاس کم از کم چالیس دن تک اس لیے روکے رکھنا کہ اس کی قیمت بڑھے گی تو اس کو بیچے گا اور اس پر دلیل سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے جس نے مسلمانوں پر چالیس دن تک اناج کو روکا اللہ تعالی اس پر کوڑھ اور غربت وافلاس مسلط کردے گا، ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالی اس سے بری ہے اور وہ اللہ تعالی سے بری ہے۔

علامہ خوارزمی نے اس کی توضیح ان الفاظ میں کی:

"أَيْ خَذَلَهُ وَالْخِذْلَانُ تَرْكُ النُّصْرَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ اهـ وَفِي أُخْرَى «فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا--- وَالتَّقْيِيدُ بِقُوتِ الْبَشَرِ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَذَا فِي الْكَافِي، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ كُلُّ مَا أَضَرَّ بِالْعَامَّةِ حَبْسُهُ، فَهُوَ احْتِكَارٌ وَعَنْ مُحَمَّدٍ الِاحْتِكَارُ فِي الثِّيَابِ ابْنُ كَمَالٍ"[19]

یعنی اللہ تعالی اسے رسوا کر دیتا ہے اس طرح کہ جب وہ ضرورت مند ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کی مدد نہیں فرماتا، ایک اور روایت میں ہے: اللہ تعالی، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت اس پر ہوتی ہے، اور اللہ تعالی اس سے نہ فرض قبول کرے گا اور نہ نفل--- امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ نے احتکار کو انسانی خوراک کے ساتھ مقید کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ احتکار اشیاء خوردونوش میں واقع ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ ہر وہ چیز جو ضرر عام کا سبب بنے یعنی ہر شخص عمومی طور پر اس سے اثر انداز ہو، احتکار کہلاتا ہے۔

احتکار ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

- امام مالک نے کہا احتکار ہر چیز میں ہوتا ہے جس سے لوگوں کو نقصان آتا ہو[20]۔
- امام شافعی نے کہا احتکار صرف کھانے کی چیزوں میں حرام ہے[21]۔
- امام احمد نے کہا کھانے کی چیزوں میں احتکار حرام ہے۔[22]

تمام فقہاء نے احتکار کو حرام کہا؛ اگرچہ اس کے مصداق میں کچھ فرق ذکر ہوا کہ امام اعظمؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک احتکار اشیاء خورد ونوش میں ہوتا۔ جبکہ امام مالک اور امام ابو یوسف حنفی کہتے ہیں کہ احتکار تمام چیزوں میں ہے۔ تاہم ان تمام کی تعریفات میں جو بات متفق علیہ ہے وہ یہ ہے کہ احتکار اس لیے حرام ہے کہ اس میں لوگوں کو شدید حاجت ہوتی ہے اور بلاوجہ انہیں نقصان سے دوچار کیا جاتا ہے۔ امام نووی نے کہا احتکار کو حرام قرار دینے کی غرض یہی ہے کہ لوگوں سے ضرر کو دور کیا جائے۔[23] تاہم علامہ ابن قدامہ حنبلی نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے کہ اگر وہ احتکار باعث ضرر نہ ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مثلاً شہر میں قحط کی کیفیت نہ ہو اور لوگوں کو اس چیز کی شدید ضرورت نہ ہو تو یہ احتکار جائز ہے۔[24]

تحقیق مسئلہ یہ ہے کہ عقود اذعان میں احتکار کی کیفیت ضرور ہے کہ اس کی تعریف میں بھی احتکار کے الفاظ وارد ہیں لیکن اسے احتکار کہہ کر کلی طور پر حرام نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس میں عموم بلویٰ ہے، لوگوں کی شدید ضرورت ہے، نیز اسے اس وجہ سے بھی احتکار نہیں کہنا چاہیے کہ یہ مختلف کمپنیوں کا اپنا سیٹ اپ ہے اور اس قسم کی کمپنی بنانے پر ملکی سطح پر کوئی پابندی بھی نہیں ہے لہذا

انٹرنیٹ کی سہولت کو لے لیجئے کہ اگر ایک کمپنی کا پیکج مہنگا ہے تو اس کے متبادل دوسری کمپنی قدرے سستی ہے، اسی طرح مختلف ٹریولز ایجنسیاں اور بسوں کی سروسز ملک وبیرون ملک کام کر رہی ہیں جن میں سے ہر ایک کا ریٹ مختلف ہے، اسی طرح واپڈا کو لے لیجئے کہ اس کے متبادل سولر سسٹم، گیس کا نظام اور دیگر متبادل چیزیں ہیں جو ان کے سوا نظام چلانے میں مددگار ہیں اگرچہ کلی طور پر کافی نہیں ہیں۔

عقود اذعان کا حکم

عقود اذعان کو تین صورتوں میں دیکھا گیا ہے، یا تو یہ عقد اضطرار ہے، یا پھر عقد احتکار ہے، یا پھر عقد اقرار ہے۔ محققین نے ان تینوں نوعیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے حکم بیان کیا ہے۔

1. ایک قول یہ ہے کہ یہ عقد کلی طور پر حرام ہے۔ یہ امام ابوزہرہ مصری اور شیخ قدری باشا کا قول ہے۔[25]
2. دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عقد مکروہ ہے۔ یہ عبد الرزاق سنہوری کا قول ہے۔[26]
3. تیسرا قول یہ ہے کہ مطلق طور پر یہ عقد مباح ہے۔ یہ دکتور مصطفیٰ زرقاء کا قول ہے۔[27]

علمی محاکمہ

عقود اذعان کے حکم میں فریق اول نے اسے عقد اکراہ واضطرار پر محمول کیا ہے اور عقد اضطرار کو عقد باطل کہا کہ اس میں ناحق طور پر ایک شخص پر سامان بیچا جا رہا ہوتا ہے لیکن تحقیق مسئلہ یہ ہے کہ عقد اکراہ تبھی ہوگا کہ اس میں کوئی دھمکی وغیرہ پائی جائے جبکہ یہاں دھمکی، ڈراؤ دھمکاؤ یا مار پیٹ کی کوئی صورت نہیں ہے، ہاں اگر اسے اکراہ کی بجائے اضطرار کہا جائے تو اس پر بحث گزر گئی ہے کہ اس میں متعاقدین کی طرف سے ایجاب و قول کی کیفیت مسلم ہے جسے عقد فاسد نہیں کہا جا سکتا۔ نیز عقد مضطر کے فساد کو بھی احناف نے اختیار کیا ہے جو کہ قول مرجوح ہے کہ یہ جس روایت سے مستنبط ہے وہ روایت بھی ضعیف ہے۔ لہٰذا اسے عقد اکراہ یا عقد اضطرار نہیں کہا جانا چاہیے۔

فریق ثانی نے کہا یہ احتکار ہے اور احتکار کے متعلق امام نووی نے کہا کہ اس میں ضرر عام ہے جسے دور کرنے کی وجہ سے اسے ممنوع کہا گیا ہے، یہ بات کافی حد تک درست لگتی ہے لیکن ابتلائے عام ہے؛ اگر اسے حرام قرار دیا جائے تو ملک میں بہت تنگی کی کیفیت بن جائے، لوگ سفر کیسے کریں گے؟ بالخصوص بیرون ملک کا سفر معطل ہو جائے گا، موبائل سروسز بند کرنا ہوں گی۔ واٹر سپلائی جہاں پانی بالکل نہیں تو اس پر لوگوں کا گزران زندگی ہے جس کے تعطل سے لوگوں کی زندگی کا تعطل ہے۔ نیز احتکار کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں جن میں غبن فاحش نہیں ہوتا لہٰذا احتکار کے باوجود بھی ضرورۃ اسے جائز کہا جائے گا۔

فریق ثالث نے کہا یہ ایک جدید عقد کی صورت ہے جسے عقد اذعان کہا جاتا ہے۔ یعنی اسے عقد اقرار کہا جائے گا کہ اس میں متعاقد ثانی نے اقرار کے ساتھ مان لیا ہے۔

عقد اذعان کو ضرورت کی بناء پر جائز کہا جائے گا کیونکہ اس میں ابتلائے عام ہے نیز یہ فقہی ضابطہ بھی ہے کہ: "المصلحة العامة مقدمة علي المصلحة الخاصة"[28] مصلحت عامہ مصلحت خاصہ پر مقدم ہیں۔ "الضرر الخاص يتحمل لدفع الضرر العام "[29] کہ ضرر خاص کو برداشت کیا جاتا ہے ضرر عام کو دور کرنے کی خاطر۔ لہٰذا ان سروسز کے محتاج وضرورت مند لوگوں کی

ضرورت عامہ کو اس احتکار کی حرمت والی مصلحت سے مقدم کیا جائے گا۔ تاہم اتنا ضرور کہا جائے گا کہ اولی الامر اس غبن فاحش کو دور کرنے کی طرف توجہ کریں، یا کمپنی کے مالکان لوگوں کی ضرورت کا خیال کریں۔

عقود اذعان کا دائرہ کار

عقود اذعان کا دائرہ کار بہت وسیع ہے ،اس میں آئے روز نت نئے عقود داخل ہورہے ہیں ؛ مختلف کمپنیاں اور ادارے نئے عقود متعارف کروارہے ہیں؛ تاہم ان میں سے چار مشہور صورتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

فضائی سفر میں ٹریولز ایجنسیوں کے ساتھ عقد اذعان

عصر حاضر میں ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کرنا عام سی ضرورت بن گئی ہے جس کے ذریعے ہر عام وخاص کو سفر کرنا پڑتا ہے، کئی غریب لوگ کسب معاش کی خاطر بیرون ملک جارہے ہیں تو کوئی غریب ہونے کے باوجود عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کی خاطر تن من کی مشقت کاٹ کر حجاز مقدس کا سفر کررہے ہیں لیکن اس کی دوسری جانب میں ٹریولز کمپنیوں نے اپنی مرضی سے ریٹ مقرر کررکھے ہیں، ان کی من مانی شرائط ہیں کہ اتنا وزن فری ہے تو اتنے وزن پر چارجز ہوں گے، کم عمر بچے سے بھی نصف ٹکٹ کے پیسے لیے جاتے ہیں جو کہ استحصال ہے لیکن مجبوراً اسے قبول کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ یہ محدود کمپنیاں ہیں جو یہ سروسز دے رہی ہیں ان کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں ابتلائے عام ہے لہذا ضرورۃ جائز ہے۔

عقد تامین (انشورنس) میں اذعان

عصر حاضر میں عقد اذعان کی ایک صورت انشورنس ہے۔ اور عقد تامین یہ ہے کہ فریق ثانی کچھ رقم ادا کرتا ہے جس کے عوض ادارہ اس کے مال کی ضمانت دیتا ہے کہ اگر حوادثات میں اس کا مال ہلاک ہو گیا تو ادارہ اسے نقصان ادا کرے گا۔ اب اس میں ادارہ جو شرائط اور ریٹ مقرر کرتا ہے فریق ثانی کو من وعن قبول کرنا ہوگا۔ اس کے حکم میں بھی وہی قول ہے کہ اگر ان کے ریٹ میں یا شرائط میں ظلم ہے تو یہ قطعاً جائز نہیں اور اگر ریٹ مناسب ہیں تو جائز ہے۔

خدمات عامہ میں عقد اذعان

خدمات عامہ کا دائرہ بھی وسیع ہے لیکن ان میں سے چند امور جو تمام لوگوں کی ضرورت ہیں مثلاً بجلی، پانی، وسائل نقل وحمل اور موبائل سروسز وغیرہ۔ ان امور میں بھی غالباً کمپٹیشن نہیں ہوتا بلکہ کمپنی جو شرائط یا ریٹ دیتی ہے اسے کسٹمرز کو قبول کرنا ہوتے ہیں اور یہ عامۃ الناس کی ضرورت ہیں۔ لہذا اگر ان عقود میں غبن فاحش بھی ہو تو ضرورۃ جائز ہیں کیونکہ ان میں ابتلائے عام ہے۔ البتہ اولی الامر اور ولی امر کو ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بینکنگ سسٹم میں عقود اذعان

عصر حاضر میں مالیاتی ادارے لوگوں کی ضرورت بن چکے ہیں، بالخصوص بینک کے ذریعہ سرمایہ کاری کرنا عام ہے۔ اگرچہ کچھ بینکوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اسلامی سرمایہ کاری کرتے ہیں تاہم ظن غالب یہ ہے کہ ان تمام میں شرعی سقم موجود ہیں؛ اور اس میں فریق اول کی شرائط کو من وعن قبول کرنا ہوتا ہے ، کسٹمر کی شرائط کا کوئی عمل دخل نہیں ۔ لہذا اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ شرائط غیر مقتضائے عقد ہیں اور اس میں غبن فاحش ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر اس میں شرعی اصولوں کی پاسداری کی جارہی ہو تو یہ عقود جائز ہیں۔

نتائج وسفارشات

1. عقودِ اذعان کا اطلاق حاجات وضروریات کے سامان کی خرید و فروخت پر آتا ہے؛ اس میں ایک فریق طاقتور ہوتا ہے جو اپنی شرائط طے کرتا ہے اور فریق ثانی کمزور ہوتا ہے جسے ان کی شرائط کو قبول کرنا پڑتا ہے، اس میں کبھی تو معقود علیہ کوئی عین چیز ہوتی ہے جیسے پانی کی سپلائی اور کبھی معقود علیہ منفعت ہوتی ہے جیسے ہوائی جہاز کے سفر کے اخراجات وغیرہ۔
2. عقدِ اذعان عملی طور پر احتکار اور عقد مضطر کے مشابہ ہے؛ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے اسے احتکار پر محمول کرتے ہوئے حرام کہا اور بعض نے عقد مضطر سمجھتے ہوئے مکروہ کہا۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ عصر حاضر کا عقد جدید ہے، جس میں کئی سقم ہیں؛ لیکن ابتلائے عام اور ضرورت شدیدہ کے باعث اسے جائز کہا گیا ہے۔
3. ایوی ایشن اتھارٹی سے گزارش ہے کہ وہ ان فضائی کمپنیوں کے ریٹ اور شرائط پر نظر رکھے اور ان کی من مانی شرائط کو کنٹرول کرے۔
4. واپڈا کے مہنگے بلوں سے تنگ آکر لوگ خودکشیاں کرنے لگے ہیں؛ حکومت پاکستان سے گزارش ہے کہ وہ واپڈا صارفین کے ساتھ خصوصی رعایت کا پیکج دیں۔
5. اسی طرح موبائل سروسز کے پیکجز کی قیمتوں کو ملک کی معاشی صورتحال کے مطابق کنٹرول کیا جانا چاہیے۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1] ۔القرآن 1:5۔

The Qur’ān 1:5.

[2] ۔ابن عاشور، محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور، **تَحْرِيرِ الْمَعْنى السديد وتنوير الْعقل الْجَدِيد وَتَفْسِيرِ الْكتاب الْمَجِيد**، التونس: الدارالتونسيه للنشر ،1408ھ، ج6، ص74۔

Ibn ‘Āshūr, Muḥammad al-Ṭāhir ibn Muḥammad ibn Muḥammad al-Ṭāhir ibn ‘Āshūr, Taḥrīr al-Ma‘nā al-Sadīd wa-Tanwīr al-‘Aql al-Jadīd wa-Tafsīr al-Kitāb al-Majīd, Tunis: al-Dār al-Tūnisiyyah li-al-Nashr, 1408 AH, vol. 6, p. 74.

[3] ۔ابوعبیدة معمربن مثنیٰ، **مجاز القرآن**، القاہرة:مکتبة الخانجی، 1381، ج1، ص145۔

Abū ‘Ubaydah Ma‘mar ibn Muthannā, Majāz The Qur’ān, al-Qāhirah: Maktabat al-Khānajī, 1381 AH, vol. 1, p. 145.

[4] ۔ابن منظور ،محمد بن مکرم بن منظور الا فریقی ، المصری ، **لسان العرب**، بیروت : دار صادر، س ،ن، ج13، ص 172۔

Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram ibn Manẓūr al-Afrīqī al-Miṣrī, Lisān al-‘Arab, Bayrūt: Dār Ṣādir, n.d., vol. 13, p. 172.

[5] ۔القرآن 24:49۔

The Qur’ān 24:49.

[6] ۔السنہوری، عبدالرزاق، **الوسیط فی شرح القانون المدنی**، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن، ج1، ص 191۔

al-Sanhūrī, ‘Abd al-Razzāq, al-Wasīṭ fī Sharḥ al-Qānūn al-Madanī, Bayrūt: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, n.d., vol. 1, p. 191.

[7] ۔نزیہ حماد، **عقود الاذعان فی الفقہ الاسلامی** ، مجلة العدل، 25شوال 1425ھ، ص 57۔

Nazīh Ḥammād, "'Uqūd al-Idh'ān fī al-Fiqh al-Islāmī," Majallat al-'Adl, 25 Shawwāl 1425 AH, p. 57.

[8] ۔القدوری، احمد ابن محمد القدوری،م ۴۲۸ھ،**القدوری علی متن الہدایہ**،لاہور:المیزان ، ۲۰۰۶،ص 110۔

al-Qudūrī, Aḥmad ibn Muḥammad al-Qudūrī, d. 428 AH, al-Qudūrī 'alā Matn al-Hidāyah, Lahore: al-Mīzān, 2006, p. 110.

[9] ۔الجواہری، **عقود الاذعان**، مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی،شمارہ نمبر: 14۔

al-Jawāhirī, "'Uqūd al-Idh'ān," Majallat Majma' al-Fiqh al-Islāmī, no. 14.

[10] ۔ یہ مقالہ نگار کی ذاتی رائے ہے کہ اسے عقد اقرار کا نام دیا جائے کیونکہ اذعان کا معنی اقرار ہے ، یا پھر اسے عقد اضرار کہا جائے کہ اس میں لامحالہ طور پر ایک فریق کو نقصان دیا جارہا ہوتا ہے کہ اس میں ایک فریق طاقتور ہوتا ہے جو اپنی تمام شرائط منوا رہا ہوتا ہے۔لہذا اس عقد کو تین طرح دیکھا گیا ہے، عقد اضطرار، عقد احتکار، عقد اقرار یا عقد اضرار۔

This is the author's own opinion: the term should be 'Aqd al-Iqrār because Idh'ān means acknowledgment, or alternatively 'Aqd al-Iḍrār since harm is inevitably inflicted on one party, as one is always stronger and imposes all terms. Thus, this contract is viewed as 'Aqd al-Iḍṭirār, 'Aqd al-Iḥtikār, or 'Aqd al-Iqrār / al-Iḍrār.

[11] ۔ابن عابدین ،محمد امین بن عمر،شامی،ردالمحتار،بیروت: داراحیاء التراث العربی،1407ھ،ج5،ص 59۔

Ibn 'Ābidīn, Muḥammad Amīn ibn 'Umar al-Shāmī, Radd al-Muḥtār, Bayrūt: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-'Arabī, 1407 AH, vol. 5, p. 59.

[12] ۔ابوداود ،سلیمان بن اشعث ، السجستانی ،سنن ابی داود، بیروت: دارالفکر،1412ھ، رقم: 3382۔

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, Bayrūt: Dār al-Fikr, 1412 AH, ḥadīth no. 3382.

[13] ۔ابن عبدالبر،ابوعمریوسف بن عبداللہ بن محمدبن عبدالبر،القرطبی،الکافی فی فقہ اہل المدینہ،السعودیة العربیة: مکتبة الریاض الحدیثة،1400ھ، ج2، ص 731۔

Ibn 'Abd al-Barr, Abū 'Umar Yūsuf ibn 'Abd Allāh ibn Muḥammad ibn 'Abd al-Barr al-Qurṭubī, al-Kāfī fī Fiqh Ahl al-Madīnah, al-Sa'ūdiyyah al-'Arabiyyah: Maktabat al-Riyāḍ al-Ḥadīthah, 1400 AH, vol. 2, p. 731.

[14] ۔النووی،ابوزکریایحیٰ بن شرف،محی الدین، المجموع شرح المہذب،بیروت:دارالفکر،س ن،ج2،ص 320۔

al-Nawawī, Abū Zakariyyā Yaḥyā ibn Sharaf, Muḥyī al-Dīn, al-Majmū ' Sharḥ al-Muhadhdhab, Bayrūt: Dār al-Fikr, n.d., vol. 2, p. 320.

[15] ۔ابن مفلح،ابواسحاق ابراہیم بن محمدبن عبداللہ، المبدع في شرح المقنع، بیروت:دارالکتب العلمیہ، 1418ھ، ج4، ص7۔

Ibn Mufliḥ, Abū Isḥāq Ibrāhīm ibn Muḥammad ibn 'Abd Allāh, al-Mubdi' fī Sharḥ al-Muqni', Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1418 AH, vol. 4, p. 7.

[16] ۔ابن القطان،ابوالحسن علی بن محمد،الحمیری،الکتامی، بیان الوهم والإیهام في کتاب الأحکام،الریاض:دارطیبة،1418ھ، ج2، ص 157۔

Ibn al-Qaṭṭān, Abū al-Ḥasan 'Alī ibn Muḥammad al-Ḥimyārī al-Katāmī, Bayān al-Wahm wa-al-Iyhām fī Kitāb al-Aḥkām, al-Riyāḍ: Dār Ṭayyibah, 1418 AH, vol. 2, p. 157.

[17] ۔انس عیسی، عقود الاذعان، تحقیقی مقالہ برائے ماجستیر، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ، ص65۔

Anas 'Īsā, 'Uqūd al-Idh'ān, Master's thesis, Jāmi'at Imām Muḥammad ibn Sa'ūd al-Islāmiyyah, p. 65.

[18] ۔ابن عابدین ، **رد المحتار**، ج6، ص 398۔

Ibn 'Ābidīn, Radd al-Muḥtār, vol. 6, p. 398.

[19] ۔أیضاً۔

Ibid.

[20] ۔مالک بن انس،**المدونة** بیروت :دارالکتب العلمیہ،1415ھ، ج3، ص 313۔

Mālik ibn Anas, al-Mudawwanah, Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1415 AH, vol. 3, p. 313.

[21] ۔شیرازی،ابواسحاق،شافعی،**المہذب**،بیروت:دارالمعرفة،1393ھ، ج2، ص 64۔

Shīrāzī, Abū Isḥāq, al-Shāfi‘ī, al-Muhadhdhab, Bayrūt: Dār al-Ma‘rifah, 1393 AH, vol. 2, p. 64.

[22] -ابن مفلح ، **المبدع**، ج4،ص 47-

Ibn Mufliḥ, al-Mubdi‘, vol. 4, p. 47.

[23] - نووی،محی الدین یحیٰ بن شرف ،شافعی،**شرح النووی علیٰ صحیح مسلم**، بیروت:دارالفکر،1405ھ،ج11، ص 43-

al-Nawawī, Muḥyī al-Dīn Yaḥyā ibn Sharaf al-Shāfi‘ī, Sharḥ al-Nawawī ‘alā Ṣaḥīḥ Muslim, Bayrūt: Dār al-Fikr, 1405 AH, vol. 11, p. 43.

[24] -ابن قدامه، موفق الدین عبداللہ بن احمد، حنبلی،**المغنی**، بیروت: دارالفکر، 1405ھ، ج14، ص 154-

Ibn Qudāmah, Muwafaq al-Dīn ‘Abd Allāh ibn Aḥmad al-Ḥanbalī, al-Mughnī, Bayrūt: Dār al-Fikr, 1405 AH, vol. 14, p. 154.

[25] -الفرفوز، **عقود الاذعان فی الفقه الاسلامی**،مجله مجمع الفقه الاسلامی ،شماره نمبر: 14، والیم : 3، ص 241-

al-Farfūz, "‘Uqūd al-Idh‘ān fī al-Fiqh al-Islāmī," Majallat Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī, no. 14, vol. 3, p. 241.

[26] -السنہوری، **مصادرالحق** ، ج2، ص 77-

al-Sanhūrī, Maṣādir al-Ḥaqq, vol. 2, p. 77.

[27] -**المدخل الفقہی العام**، ج1،ص 330-

al-Madkhal al-Fiqhī al-‘Āmm, vol. 1, p. 330.

[28] -العجیلی، سلیمان بن عمر،**حاشیة الجمل**، بیروت: دارالفکر، س ن، ج5،ص 81-

al-‘Ajīlī, Sulaymān ibn ‘Umar, Ḥāshiyat al-Jamal, Bayrūt: Dār al-Fikr, n.d., vol. 5, p. 81.

[29] -ابن نجیم ،**الاشباہ والنظائر**، بیروت: دارالکتب العلمیه، 1419ھ، ص96-

Ibn Nujaym, al-Ashbāh wa-al-Naẓā’ir, Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1419 AH, p. 96.